UNIVERSAL LIBRARY
OU_224936
UNIVERSAL LIBRARY

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاہم یحزنون

؎ نامہ کو میرے راہ مین گم کیجو نہ قاصد نامہ نہ سمجھیو یہہ مرا لخت جگر ہے

الحمد للہ والمنہ گنجینۂ فتح غیوب آئینہ کشف محجوب جلوہ لوائح عرفان مخزن اسرار ایقان

معدن حقائق شریعت مظہر دقائق طریقت کاشف رموز غیب وشہادت اعنی

کتاب ارشادات

۱۳۳۰ھ

فی

خزائن کرامات

۱۳۳۰ ہجری

بجُستن سعی ہائے بلیغہ وتجویز ہائے جمیلۂ عالیجناب خلافت مآب تقدس انتساب عزیز
جہاں بیدار کن قلب غافلاں حضرت مولانا مولوی حاجی محمد عبد العزیز صاحب قبلہ قادری مدظلہ العالی
خلیفۂ شیخ الشیوخ فانی فی اللہ وباقی باللہ حضرت سید شاہ عمر صاحب قبلہ قادری وچشتی حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ
وبجُستن اہتمام محمد عبد الرحمن صاحب احمد عبد اللہ صاحب ابنان مولف عزیز الاخلاق فی تصلیح الافاق

در صحیفہ پریس حیدرآباد دکن بہ زیور طبع آراستہ و پیراستہ شد

سید الشیوخ حاجی قاری حافظ واعظ مولوی سید عمر شاہ صاحب قبلہ قادری قدس سرہٗ

Checked 1978
Checked 1965

بزرگانِ ملت و امرائے دولت واقفین مطلعین و مرید و معتقدین سے حسبۃ للہ دریافت

کیا جاتا ہے کہ حضرت   کی وفاتِ حسرت آیات سے ہمارے ملک و مذہب کو

کیا کیا نقصان پہونچا اور حضرت   نے کیا کیا اور کیسی کیسی خدمتیں ملک

اور اہل ملک کے لیے فرمائیں اور اوس کے نتائج کیا کیا ظاہر ہیں اور حضرت

نے کیسی زندگی بسر فرمائی اور اون کیلیے اب کیا کرنا چاہیے

آپکی اولاد شریف و خانقاہ عالیہ و روضۂ متبرکہ کے لیے سرکار کی جانب سے کچھ سلوک ہونا چاہیے

یا نہیں اور من جمیع الوجوہ حضرت   کیسے بزرگ تھے۔ جن جن حضرات کو اسبابِ بالا میں جسقدر

علم ہو اور وہ جو کچھ رائے رکھتے ہوں اس مضمونِ صداقت اثر پر تحریر فرماویں۔

فی الحقیقت حضرت مرحوم ومغفور کے صاحبزادوں کی خدمت لازمی بلکہ عین الصواب ہے۔
الفقیر الی اللہ تعالیٰ شانہ
السید محمد القادری الجیلانی البغدادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ
والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین
وعلی آلہ الہادین وصحبہ اجمعین
اما بعد فاقول وانا العبد الفقیر
المقر بالعجز والتقصیر کیلانی زادہ السید
جمال الدین نجل صاحب الفضیلہ کیلانی زادہ السید محمود
حسام الدین آفندی بانی قد دخلت حیدرآباد ہذہ الدفعہ
ودعانی الی دارہ المرحوم المغفور العالم الفاضل والزاہد
الورع الکامل حضرۃ المولوی سید عمرو رأیت فی دائرۃ المریدین
یطوفون امواجا امواجا والاذکار قائمۃ والمرحوم قائم بخدمتہم
فالآن اتیت مرۃ ثانیہ ورأیت المرحوم المشار الیہ مفقود
من الدنیا الفانیہ الی الاخری الباقیہ ولم اری تلک المریدین
ملجأ ولو الی الذاکرین ماوی فاسترحم من ولاۃ الامور ان
یفتکروا الی مثل تلک الآثار ویقیموہا کما کانت وایضا
رأیت اولاد المرحوم المغفور لیس لہم مربی الذی یسیقہم
الی آثار آبائہم فاسترحم من حضرۃ الملک الاعظم خلد اللہ
تعالی ملکہ وابقاہ علی سریر سلطنتہ وجعلہ مأوی الی الخاص
والعام ان یشمل نظرہ علی ہؤلاء الایتام وعلی تلک المریدین

القائمین والخلفاء الصابرین بمقدار من خیرات العامہ لیکون سبباً لتربیۃ الاطفال واقامۃ الاذکار وقال اللہ تعالیٰ فی القرآن العظیم ان اللہ لا یضیع اجر من احسن عملا والسلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ انہ حمید مجید ۹ رمضان ۱۳۳۴ھ
گیلانی زادہ وحنفیہ صاحب السجادہ السید محمد جمال الدین القادری ۔ مہر السید محمد جمال الدین القادری

فی الحقیقت حضرت علیہ الرحمہ ہمارے عزیزوں سے ایک ممتاز و برگزیدہ بزرگ تھے اُن کی جسقدر تعریف و توصیف کی جائے کم ہے بہمہ وجوہ اُن کا وجود ہمارے شہر مین مغتنمات سے تھا ہم سب کی عین خوشنودی ہے کہ اُن کے پسماندوں کیساتھ ایسا سلوک کیا جائے جو اُن کے شایاں ہو فقط سید محمد ہاشم حسینی شاہ ثانی سید ملک محمود قادری عفی عنہ

سید شاہ غلام محمد قادری عفا عنہ ۔ الحقیر السید عبدالرحمن الرفاعی البغدادی ۔
العبد الضعیف محمد شریف الدین عفی عنہ ۔ محمد ولی الدین عفا عنہ ۔ محمد سرفراز الدین ۔
مجھے بھی اتفاق ہے محمد انوار اللہ عفی عنہ علی یاور جنگ ۔ احمد عبدالعلی
مجھے بھی اتفاق ہے محمود صمدانی محمد عبدالقیوم عفا عنہ فقیر یوسف کان اللہ لہم کرو گیری اورنگ آبادی

مجھے مرحوم کی خدمت مین نیاز حاصل تھا اور اکثر حاضری کا موقعہ حاصل ہوتا رہا ہے میں باطمینان عرض کرسکتا ہوں کہ ممدوح الصفات کی وفات سے عموماً وعظ پر سخت مضرت رساں اثر پیدا ہوا اور اب ایسے واعظ صاحبوں کے حاصل ہونیکے لیے ایک زمانہ درکار ہے جناب ستغنی الصفات کی ریاضت اور اُن کا ویدار بھی اہل دنیا کے لیے ایک نعمت عظمیٰ اور عطیہ کبریٰ تھا ۔ علاوہ حرمان نصیبی ہمیشہ

اہلِ ٹنک بلکہ اہلِ اسلام کو جناب ممدوح کی وفات سے دینی نقصان پہونچا۔ ممدوح کی خانقاہ اور اوس کی نگرانی اور دیگر امورِ مندرجہ محضر کی تائید اہلِ اسلام واجب اور معتقدین پر لازم ہے اور مجھے ہر طرح حضرتِ ممدوح کے یادگار کی تائید ضروری ہے سید محمد عبداللطیف غفر اللہ ذنوبہ حسبنی علم مہتمم ۱۳۱۶ سید عبدالقدیر

حضرت موصوف کی تعریف چھوٹا منھ بڑی بات۔ حضرت کے ساتھ اور اُنکے صاحبزادوں اور خانقاہ وغیرہ کے متعلق جس قدر سلوک کیا جائے وہ بہ نسبت اُن کی خدمتوں کے بہت ہی کم ہے بہرحال حضرت محمد شاہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی رائے قابلِ قدر و لائقِ عمل ہے فقط مہر خواجہ محمد وحیدالدینخان بہادر صاحبزادہ نواب نامدار جنگ بہادر۔ مجھے بھی اتفاق ہے فقط مہر میر سعادت علی ۱۳۱۳

میری یہہ زبان ہی نہیں کہ حضرتِ موصوف کے صفاتِ حمیدہ ادا کر سکے جو کچھہ دیگر حضرات نے آپ کی نسبت تحریر کیے ہیں کئی درجہ آپ اس سے سوا تھے فقط محمد عبدالطاہر نائب قاضی گزر مغلپورہ۔

اللھم اغفر حضرت سید شاہ عمر صاحب قبلہ نہایت مغتنمات سے ایک لاجواب بزرگ تھے جو اپنے آپ ہی نظیر تھے۔ حضرت قبلہ کے پسماندوں کے ساتھہ جو حضرات سلوک رہیں بطور سرکاری یا بطور ذاتی خالی از ثواب دارین نہ ہوگا مہر میر سرفراز علی مجھے بھی اتفاق ہے فقط محمد بشیرالدین احمد تحصیلدار دوپاک مہر سید قطب الدین

حامدًا و مصلیًا۔ عالیجناب اخی المکرم مولانا مولوی حاجی حافظ قاری و واعظ سید شاہ محمد عمر صاحب قادری حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کا وجود باجود اس بلدہ میں اہلِ اسلام کے لیے جس طرح کہ بہمہ وجوہ مفید ثابت ہوا اُس کو ہر شخص بخوبی جانتا ہے

مرحوم نے اپنی زندگی میں دین و برادرانِ دین کی جو کچھ خدمت کی اس کی روشن
دلیل اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان کی اس ناگہانی رحلت سے ہر مسلمان کا
دل بیحد متاثر اور متالم ہے میرے خیال میں اس سے زیادہ اور کچھ لکھنے کی ضرورت
نہیں ہے کہ موتہ العلماء ثلمتہٌ فی الدین کے مصداق ممدوح الیہ کی وفات ضرور ہے
ایسے مقدس و مقتدائے قوم کا دنیا سے اُٹھ جانا آثارِ قیامت کا نمونہ ہے المختصر
مرحوم موصوف کی قدامت و اعزازِ خاندانی و تقدسِ ذاتی و خدماتِ دینی و مذہبی
و قومی و ملکی کے لحاظ سے اُن کے اخلاف سلمہم اللہ تعالیٰ کی قدردانی سرکارِ عالی کو
ضرور ہے اور باعثِ برکات و اجرِ موفور واللہ الموفق للصواب والیہ المرجع
والمآب حررہ الاحقر سید غلام غوث شطاری کان اللہ لہ و مہر سید غلام غوث شطاری۔
سید محمد علی شطاری و مہر سید محمد علی شطاری العبد الضعیف قطب الدین محمد علی

واقعی سید عمر صاحب مرحوم کے فرزنداں طالع ہما کے لیے جس قدر سلطنت
اور سلطان اور وزرا امراء سے اعانت اور مدد از روئے یومیہ و معاش وغیرہ
ممکن ہو حضراتِ عالی ہم سے امید ہے کہ اس مقدمہ کو اپنے ذریعہ آخرت اور توشہ
نجات تصور فرماویں اور سعی بلیغ کو بمصداق تعاونوا علی البر کافی حصہ اور حظ
وافر و دولت متکاثر حاصل فرماویں سید شاہ محمد قادری و مہر سید شاہ محمد قادری الموسوی

مجھے بھی تحریراتِ بالا سے بالکل اتفاق ہے مہر السید وحید القادری الموسوی

میرے اُستاد میرے ماموں حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ قاری سید محمد عمر صاحب
قادری قدس سرہ کے متعلق میں اس سے زیادہ کچھ کہہ نہیں سکتا کہ وہ ایک انسان
کامل تھے اُن کا قدم توکل و استغنا تھا میرے خیال میں نیاز صاحب کا یہ شعر حضرت

ہی کے لیے ہے ۵ طمع فاتحہ از خلق نداریم نیاز ؛ عشق اندر پس من فاتحہ خوانم باقی آیت
رہا حضرت کی اولاد کی پرورش کا انتظام سو فقر و فاقہ اُن کے خاندان کا حسن ہے
جس چراغ کو خدا نے روشن کیا ہے اُس کی حفاظت کا بھی وہی متکفل ہے وبس۔

محمد عبدالقدیر صدیقی مدرس دارالعلوم سرکار عالی　　مہر عبدالقدیر صدیقی

واقعی سید عمر صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بہمہ صفات ہر قسم سے برگزیدہ تھے
چنانچہ یہہ احقر بخوبی واقف ہے اُن کے جو پس ماندہ ہیں اگر سلوک اُن کیساتھ کیا
جائے تو احسن اور خوشنودی روح پر فتوح ہوگی فقط سید فضل اللہ شاہ عفی عنہ سجادہ

واقعی حضرت سید عمر صاحب مرحوم و مغفور تمامی صفاتِ حمیدہ سے موصوف
تھے اور جن حضراتوں نے تصدیق کی ہے بہت درست ہے ضروری سرکار سے
ایسے لوگوں کی امداد ہونا موجبِ ترقی خزانہ ہے اور خیر و برکتِ سرکار متصور ہے فقط
دعاگو سید شاہ محمد شہنشاہ قادری سجادہ تخت نشین عفی عنہ

سید السادات شیخ الشیوخ سلالہ خاندان نبوت خلاصہ دودمانِ
ولایت مجمع برکات حضرت سید محمد عمر صاحب مرحوم و مغفور قدس سرہ العزیز و رحمتہ اللہ
علیہ و برکاتہ ایک مقدس بزرگ اور حضرت سیدنا سید محمد صدیق صاحب قبلہ
عبدالقادر ثانی روحی و روح العالمین فداہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ عنا کے
حقیقی بھائی اور حضرت ہی سے فیضیاب تھے اپنے وقت کے تعجب نہیں کہ
قطب بلکہ غوث ہوں کوئی سنت نہ ہوگی جو ممدوح الشان سے چھوٹی ہو جسطرح
سب کا اتفاق ہے کہ حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام
حامی سنت تھے اوسی طرح ممدوح الشان حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے سچے

قایم مقام تھے اُن کا فیض خلایق پر اسی طرح عام طور پر اثر کر رہا تھا جس طرح کہ حضرت سلطان الاولیار محبوب سبحانی کا فیض حضرت کے اہل زمانہ پر خدای تعالی آپ کا فیض قیامت تک اُسی طرح جاری رکھے جس طرح سلطان الاولیار کا جاری ہے جس طرح حضرت کی وفات سے صرف عزیزون اور مریدون کو ہی صدمہ نہیں پہُنچا بلکہ اسلام پر ایک سخت صدمہ پہُنچا۔ میرے خیال مین اُنکی قبر شریف کیساتھ اور اون کی اولاد کے ساتھہ سلوک کرنا حضرت سرور کائنات اور حضرت محبوب کے ساتھ سلوک کرنا ہے حضرت کا باطنی فیض جدا جاری تھا اور تفسیر قادری اور وعظ جدا دلون کو مسخر کر رہا اور ضلالت سے ہدایت پر لگا رہا تھا خدای تعالے اُن کی جدائی کے صدمہ سے ہم تمام اہلِ اسلام کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اُن کا فیض قیامت تک جاری رہے آمین فقط محمد عبد المقتدر صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ علوم مشرقی میدک مہر محمد عبد المقتدر۔

مولانا مولوی حافظ حاجی قاری سید عمر صاحب قادری نہایت بزرگ اور انسانِ کامل تھے۔ حضرتِ مرحوم نے ملک اور اہل ملک کے جو خدمات کیے ہین وہ نہایت ہی قیمتی ہیں ایسا شخص طبقۂ فقرا ریں اور علمار یں اس جامعیت کے ساتہہ کم پیدا ہوتا ہے سرکار کو اُن کے بچون کے ساتہہ اُن کے درجہ کے موافق ہر قسم کا سلوک کرنا لازم ہے اور اُن کے ساتہہ جو نیکی کیجائے اُس کا اجر ضایع نہ جائیگا راقم مشہور بہ فرید میاں صاحب از اولادِ بابا فرید شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ

حاجی حافظ مولوی سید محمد عمر صاحب قادری غفر اللہ لہ ہمارے عزیزون سے ہمیشہ صاحبِ تقوٰی متاثر الوعظ تھے جن سے کہ ہر مجلس اور ہر وقت مین قوم و

ملت ظاہراً و باطناً مستفید ہوتی تھی آپ کی تعریف و توصیف جس قدر کیجائے بہت ہی کم ہے آپ کے مقبرہ وغیرہ کی تعمیر اور آپ کے فرزندان ارجمند کی امداد منجانب سرکار ہوئی تو سلطنت عالیہ کے لیے باعث خیر و برکت ہوگا فقط ۱۲ شعبان ۱۳۲۳ھ ہجری محمد خیر المبین حضرت چچا صاحب قبلہ مدفیوضہ و ادام اللہ ظلہ کی رائے سے ہمکو اتفاق ہے فقط محمد حسن احمدی ابن مولوی حضرت احمد خیر الدین صاحب قبلہ مرحوم و غلام زین العابدین و محمد حسین۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و الہ واصحابہ اجمعین

اما بعد میں ایک غریب الدیار گوشہ نشین گمنامی ہوں کہ اتفاق سے بعض اعزہ اور احباب کی ملاقات کے لیے وارد بلدہ ہون مولانا مولوی حاجی قاری حافظ واعظ سید عمر شاہ صاحب قادری قدس سرہ کے انتقال پر ملال کو سنکر بیحد رنج ہوا کہ آپ سے دکن کے مسلمانوں کو بہت برکات ظاہری و باطنی حاصل تھے کسی زمانہ میں مجھے بھی آپ کے مجلس وعظ میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا ہے با اثر کلام اور جاذب بیانی سے لوگون کو مستفید ہونے کا عمدہ جلسہ تھا حیدرآباد اسلامی ریاست ہے اور رئیس ماشاء اللہ قدردان شیوخ طریقت حضرت کے پسماندگون خاصکر صاحبزادوں کی تعلیم کا بندوبست کافی طور پر ہونا امر ضروری اور ریاست کو موجب برکت ہے۔ محمد محی الدین حسین عفی عنہ صدر مدرس مدرسۂ لطیفیہ واقع مکان قطب ویلور قدس سرہ العزیز و مہر محمد محی الدین حسین۔

صاحب ممدوح الشان کی شان میں خامہ فرسائی کرنا بھی عالی شان حضرات کا کام ہے اختصار کے ساتھ بھی مرحوم کے اوصاف بیان کرنے کو متعدد صفحات درکار ہیں حضرت مغفور کی زبان و قلم و روش سے نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مذاہب

کو بھی بے حد فائدہ پہنچا ہے۔ خدا نے ہر ایک صفت مرحوم میں ممیز و ممتاز عطا کی تھی خصوصیت کے ساتھ میں نے صاحب موصوف کے وعظ میں یہ بات پائی کہ آج کل کی نئی روشنی والے نوجوان بھی اُن کے وعظ و نصایح کے گرویدہ تھے ہر لفظ اُن کے زبان سے نکلا ہوا قلب پر سامعین کے گہرا اثر کرتا تھا۔ ایسے فرید عصر زاہد متقی۔ مولوی۔ حاجی۔ حافظ۔ قاری۔ کے پس ماندون کے ساتھہ عمدہ سلوک ہونا اور اُن کے روضۂ متبرکہ کو اُن کے رتبہ کے موافق تیار کرانا نہایت ضروری ہے اس کام مین جو صرفہ ہو باعث اجر و ثواب دارین بلا شبہ ہے۔ محمد اسد اللہ منصف لاتور

حیدرآباد کے مشہور و معروف واعظ جناب حافظ حاجی قاری مولوے سید محمد عمر صاحب قدس سرہ العزیز کی ذات قدسی صفات جس طرح حیدرآبادی علمار کے طبقہ مین مقتنم شمار ہوتی تھی اسی طرح یہان کے مشایخین عظام کے گروہ مین بھی اُن کا وجود ویسی غنیمت تھا۔ ایسی جامعیت والے علامۂ دہر و وحید عصر کی وفات حسرت آیات سے حیدرآباد کو ایسا نقصان نہین پہنچا ہے جس کی تلافی نظر بحالات موجودہ مدت دراز تک بھی ہو سکے لہذا اگر صاحبزادگان حضرت مغفور کی پرورش و تعلیم کا منجانب سرکار مناسب انتظام فرمایا جائے تو باعث برکت و موجب اجر عظیم ہے فقط احمد حسین ناظر مدارس بلدہ و ضلع اطراف بلدہ

ایسے فتنہ و فساد کے زمانہ مین جبکہ سیٔات و بدعات حسنات و مسنونات کے طور پر لوگون نے داخل مذہب کر لیتے ہین اس قسم کے علمار کا وجود بہت ضروری ہے جو قامع بدعت و حامی سنت ہون مولوی سید عمر صاحب مرحوم نے حیدرآباد مین اس فرض کو اس طرح ادا کیا جس کو ایک زمانہ جانتا ہے اور اس بنار پر یہہ کہا جا سکتا ہے اُن کے انتقال سے حیدرآباد دکن کو ایسا صدمہ پہنچا ہے جسکی

تلافی بظاہر اسباب ناممکن معلوم ہوتی ہے ایسے عالم باعمل کے اولاد کی پرورش
اور اُن کی تعلیم و تربیت کا تکفل امام وقت یعنے پادشاہ پر واجب ہے جیساکہ
روایات فقیہہ سے صاف ظاہر ہے امید ہے کہ بندگان عالی جو عالم و علم پرور
ہین ضرور اس فریضہ کے طرف اپنی توجہہ منعطف فرمائین گے فقط خادم العلماء
محمد عبدالواسع عفی عنہ مدرس مدرسہ دارالعلوم

مین کیا اور میری تعریف و توصیف حضرت پیر و مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے بارہ مین کسقدر۔ اس مین شک نہین مین بھی ادنیٰ غلامان غلام حضرت ممدوح کا
ہون جب سے مجھ روسیاہ گنہگار کے حال زار پر نظر مرحمت مبذول ہوئی باللہ
العظیم میری دین دنیا مجھے حاصل ہوئے۔ اس سے زیادہ حضرت ذی شان کی
تعریف نہین کرسکتا جس مین عین بہکی ہے خداوندکریم دنیا مین ایسے افراد بہت
کم پیدا کیا۔ ہمارے حضرت علاوہ دارین کی بزرگی علم و فضیلت پرلے درجہ کے
صابر و قانع تھے۔ اُن کو ارباب متمول سے نفرت تھی وہ کوسون ایسے اصحاب
کی صحبت سے بھاگتے تھے۔ جب اہل عرب اُن کی مداح اور اُن کی روشنضمیری
اور ولایت کے مداح ہون تو ہماری کیا مجال اُن کی تعریف کرین۔ حضرت کے
وعظ و پند مین ایسے جذبات دلی تھے کہ سخت دل بھی مائل و مرغوب ہوتا تھا
خداوندکریم اپنے فضل و عنایت سے مرحوم کی اولاد پر رحم فرمائے۔ محمد سعید عفا عنہ

میرے خیال مین حضرت موصوف کی فضیلت و بزرگی سے حیدرآباد
توکیا دوردور ممالک مین بھی شاذ و نادر ہی کوئی شخص ناواقف نکلے تو نکلے
ورنہ ہر فرد بشر اُن کے شرف و فضیلت کا قائل ہے۔ جو کچھہ اس کتاب مین
حضرات نے اپنے خیالات ظاہر فرمایا ہے اُن سب خیالات سے حضرت

موصوف کی عظمت اعلےٰ و افضل ہے تصریحِ اوصاف میں گنجایشِ کتاب یکطرف زبان بھی قاصر ہے ۔ سید عبدالرزاق

مجھے بھی تحریراتِ مندرجہ کتابِ ہذا سے پورا اتفاق ہے۔ امتیاز حسین عفی عنہ

مین نے بھی مولوی صاحب ممدوح کے اکثر اوصاف حمیدہ سنا واقعی بلدہ میں یہہ ایک ہی بہت بڑے واعظ تھے جس سے اکثر اشخاص کو ہر طرح کی امداد ملتی تھی مجھے ہماری رحمدل گورنمنٹ سے قوی امید ہے کہ صاحب کے پسماندوں کا ضرور لحاظ فرمایا جایگا۔ سرباز جنگ مددگار صدر محاسبِ سرکارِ عالی

واقعی مرحوم و مغفور کے جس قدر ثنا و صفت کی جائے کم ہے حقیر اور جناب مغفور سفرِ حج میں ہم سفر تھے اثنائے سفر میں جو حالاتِ حضرتِ مرحوم میں نے مشاہدہ کیے وہ قابلِ ثنا و صفتِ بے اندازہ ہیں ایسے بزرگ کی اولاد کے ساتھ سلوک کرنا فی الحقیقت باعثِ برکت و ثواب ہے ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین انا الاقل سید حسن جوشن ۔

حضرتِ ممدوح کی ذات مقدسانِ قوم میں ایک اعلیٰ اوصاف سے متصف تھی جس کے لیے یہہ کہنا بے موقع نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ ہی نظیر تھے بیحد و نہایت مقامِ افسوس ہے کہ ایک ایسے مقدس و متبرک بزرگ کا دفعۃً دنیا سے اُٹھ جانا بے شبہ قوم کی بدنصیبی ہے آپ کی ذاتی اوصاف اور قابل قدر قومی خدمات سے نہ صرف حیدرآباد کے ہی ہر کہ و مہ مستفید ہوتے تھے بلکہ دوسرے بلاد و امصار کے باشندے بھی مستفیض ہوتے جاتے تھے بہرحال آپ کے قومی خدمات عملاً قابلِ یادگار اور نافعِ قوم ثابت ہو چکے ہیں آیندہ بھی امید کی جاسکتی ہے کہ آپ کی روحانی عزت قوم اور ملک اور مالکِ ملک کی

فلاح کے لیے مشمولِ حال رہے گی البتہ ایسے برگزیدہ حامی دینِ اسلام کی
خدمت گزاری اور آپ کے پسماندوں کی دستگیری قوم اور گورنمنٹ دونوں پر
واجب ہے واجرہٗ علی اللہ تعالیٰ فقط خاکسار ہدایت علی مددگار کمشنر کروڑگیری

حضرتِ ممدوح کی زیارت کا شرف مجھے بوساطتِ ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب
اکثر حاصل ہوا اور اکثر ان کے وعظ میں میں حاضر ہوا کرتا تھا میرے نزدیک اُنکے
عارفِ کامل و سالکِ طریقت ہونے میں کوئی شک نہیں ہے اور ملک اور اہل
ملک کو جو کچھ فائدہ حضرتِ ممدوح قدس سرہ نے پہونچایا ہے وہ اظہر من الشمس ہے
سارا حیدرآباد شاہد ہے اور اُس کی تفصیل طول فضول ہے - خورشید علی مدرس مدرسۂ

بسم اللہ الرحمن الرحیم حضرت مغفور علیہ الرحمہ کے اوصاف و محامد پر جو کچھ
روشنی ڈالی گئی ہے وہ سب درحقیقت جوئے از خروارے کی مصداق ہے مگر میرے
خیال میں اس میں طول دینے کی حاجت نہیں کیونکہ حضرتِ مرحوم کے کل کوائف
اظہر من الشمس ہیں عموماً تمامی ملکِ دکن خصوصاً بلدہ حیدرآباد میں کوئی ایسا شخص
نہ ہوگا جو حضرت کے اوصافِ حمیدہ سے بے خبر ہے ایسی حالت میں کیا یہ گمان
ہوسکتا ہے کہ اعلحضرت قدر قدرت شاہِ دکن حضرت کے محامد سے واقف نہیں
ہیں ضرور واقف ہوں گے میں صرف اتنا لکھنا کافی سمجھتا ہوں کہ حضرت
مرحوم ایک انسانِ کامل تھے اور حضرت کی ذات سے ایک چشمۂ فیض جاری تھا
جس سے لکھوکھا مخلوق فیضیاب ہوتے تھے - حضرت کے وعظ و ہدایت سے
ہزار ہا مخلوق رہِ راست پر آگئی اور بہت سے جرائم کے ارتکاب سے باز رہے
اس صورت سے حضرت نے انتظامِ مملکت میں بہت بڑی مدد کی ہے جس سے
ملک اور سرکار ممنون ہونا چاہیئے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اعلحضرت

قدر قدرت بادشاہ دکن خلد اللہ ملکہ کو ایسی توفیق عنایت کرے کہ وہ اولاد
حضرت مرحوم کے ساتھہ عمدہ سلوک کرے اور مورد فیوض و برکات ہووے۔ محمد علی

مولوی سید عمر صاحب سے مین ایک دفعہ بھونگیر مین ملا تھا اور پھر بلدہ
مین متواتر ذرائع سے اُن کے اوصاف حمیدہ اور فیض عام کے حالات سنتا
رہا ہون۔ صاحب موصوف ہمیشہ وعظ و پند و نصایح فرماتے تھے اور بلدہ حیدرآباد
کے مشہور علماء اور واعظین مین تھے۔ ایک تفسیر قادری بھی لکھہ رہے تھے
جس کو مین نے بالاستیعاب دیکھا ہے جو اُن کے انتقال سے نامکمل رہ گئی۔ بہر
حال اُن کی رحلت سے ایک چشمۂ فیض بند ہوگیا۔ صاحب موصوف سنا جاتا ہے
کہ کم عمر بچے چھوڑ گئے ہین اور چونکہ متوکل تھے اُن کے لیے کوئی سرمایہ نہین چھوڑ
گئے۔ ہماری سرکار ابد پائدار سرچشمۂ فیض ہے۔ خیرات و حسنات کا در کھلا ہوا ہے
جس سے مسلمان نومسلمان ہندو اور عیسائی اور پارسی سب سیراب ہو رہے ہین
اگر ان کی بھی داد لگ جائے اور تقدیر یاوری کرے تو کیا عجب ہے کہ مرحوم کے
پسماندون کے ناخن بندی کی کوئی صورت ہوجائے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔
خاکسار شبیر الدین احمد عفی عنہ مددگار معتمد مال

مولوی سید محمد عمر صاحب قبلہ سے مجھے ذاتی طور پر شناسائی تھی صاحب
موصوف کے علم و فضل وغیرہ کے متعلق زیادہ لکھنا میرے لیے محض بیکار ہے
مولوی صاحب ممدوح تکہ مسجد کے ایک چراغ تھے اور مسجد کی رونق حضرت موصوف کی
ذات بابرکات سے تھی اور علاوہ برین حضرت کا فیض عام جاری تھا۔ خداوند
کریم مرحوم کو اعلے علیین مین جگہہ نصیب کرے اور اُن کے پسماندگان کیلئے
اجر جزیل عطا فرمائے فقط محمد لیسین مددگار معتمد مال ۴-۱۱-۲۱ ف

جن حضرات نے سید محمد عمر صاحب قبلہ مرحوم کے اوصاف حمیدہ بیان کیے ہین اور جو تحریر مولوی محمد لیسین صاحب مددگار معتمد مال نے اِس کتاب مین تحریر فرمائی ہے اوس سے مجھکو بالکلیہ حرفاً حرفاً اتفاق ہے فقط سید ضیاء الحسن ... مشیر

میری کیا مجال ہے کہ تحریرات مندرجہ بالا سے کسی قسم کا اختلاف کرون لیکن اللہ جل شانہ سے دعا کرتا ہون کہ حضرت مرحوم کے پسماندون کا وہی کارساز ہو جائے فقط محمد غوث سعید کان اللہ لہ مددگار پرائیویٹ سکرٹری سرکار عالی

جن حضرات نے حضرت علیہ الرحمہ کی شان مین اظہار عقیدت فرمایا ہے اُس کے دہ چند میرے قلب مین حضرت ممدوح کی عظمت قایم ہے جس کے اظہار مین زبان گنگ اور قلم قاصر ہے۔ الغرض تحریرات مندرجہ ہذا سے مجھکو بھی حرفاً حرفاً لفظاً لفظاً بکلی اتفاق ہے وبس فقط محمد عبد الجبار جمعدار دفتر صدر المہام

حضرت مولانا مولوی سید عمر صاحب قبلہ جو ایک بڑے پایہ کے بزرگ تھے اُن کی تعریف یا اُن کے نسبت کچھہ لکھنا چھوٹا منھہ بڑی بات کا مصداق ہے کیونکہ حضرت مرحوم سے تمام حیدرآباد تو کیا بلکہ قریب قریب ہندوستان واقف تھا حضرت کے وعظ کی اِس زمانہ کو سخت ضرورت تھی اور ہے۔ سخت سے سخت دل والا آدمی بھی سُنکر رو دیتا صرف روتا ہی نہین بلکہ اُس کی پابندی کرنیکی کوشش کرتا تھا۔ نہایت ہماری بدبختی ہے کہ ایسے وقت مین جبکہ نفس نفیس مسلمانون کو حضرت کی ضرورت تھی حضرت نے انتقال فرمایا جس کے سبب حیدرآباد کا ہی نہین بلکہ میرے خیال مین تمام ہندوستان کا نقصان عظیم ہوا۔ حضرت مرحوم اِس شعر کے پورے مصداق تھے ؎ خاصان خدا خدا نباشند؛ لیکن ز خدا جدا نباشند؛ حضرت کا مین بیحد معتقد تھا اکثر مجلس وعظ مین شریک رہنے کا مجھے

موقع ملتا ہے رمضان المبارک کے مجالسِ وعظ مکہ مسجد میں ہر جمعہ کو بڑی دہوم سے منعقد ہوا کرتی تھیں۔ اس سال حضرتِ مرحوم کی عدم موجودگی ہمیں ستا رہی ہے حضرتِ مرحوم نے جو رفاہِ عام کے کام کیے ہیں اُن کا ذکر کرنے کے لیے ایک بڑی کتاب چاہیے پبلک اُن سے واقف ہے بہرحال مجھے اُمید ہے کہ ہماری قدر دان گورنمنٹ جن سے حضرتِ مرحوم کے اوصاف پوشیدہ نہیں ہیں حضرتِ مرحوم کے صاحبزادوں کے لیے تعلیمی وظائف مقرر کرکے انہیں حضرت مرحوم کا جانشین بنانے کی کوشش فرمائے گی اور اخراجاتِ عود وگل بھی مقرر ہوں گے فقط ۱۰ ر رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۲ ہجری سید محمود علی اے ڈی پیش ہائیکورٹ

حضرت سید عمر صاحب کیا تھے اس زمانہ کے عمر تھے کیا حیدرآباد میں انکی کوئی نظیر ہے کہ کسی نے بازاروں میں پھر کر اس بات کی کوشش کی ہو کہ جمعہ کے روز دکان بند ہوں اب بھی جو جمعہ کے روز صدہا دکان بند پائے جاتے ہیں اُن کی زبردست قوت کا جیتا جاگتا عمل ہے دیکھو انکی حکومت اُن کے بعد بھی کیسی قایم ہے۔ سچ ہے ؎ تو ہم گردن از حکمِ داور مپیچ ؛ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ۔ وہ خدا کے تھے خدائی اُنکی تھی مجھے یقین ہے کہ حضرتِ ممدوح کا یہ قایم کردہ طرزِ عمل تا قیامِ قیامت یادگار رہے گا ؎ فانوس بنکے آپ حفاظت ہوا کرے ؛ وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے ؛ ہزارہا نفوس آپکے مداح ہیں میرا زیادہ خامہ فرسائی باعثِ طوالت ہے۔ فیاضِ سرکارِ عالی اور مردم شناس ناظم صاحب امورِ مذہبی سے یقین ہی کہ بہت جلد بغرضِ عود وگل کچھہ معاش مقرر ہوگی اور اس غرض سے کہ ہزارہا مریدین کی سرپرستی حسبِ ضابطہ دینی قایم رکھی جاسکے۔ بغرضِ تعلیم صاحبزادگان مناسب وظائفِ تعلیمی مقرر ہونگے فقط۔

محمد عبد الغفار کان اللہ لہ منتظم دفتر صدر محاسبی۔

حضرت سید نا مولانا جناب سید شاہ عمر علی شاہ صاحب قبلہ قدس اللہ سرہ العزیز
کی ذات مبارک مصلح ظاہری و معنوی نفوس قوم تھی اس اجمال کی تفصیل یہہ
ہے کہ آپ کے مواعظ حسنہ کو مجلس وعظ مین بہو نچکر جس کسی نے سُنا آپ کیطرف
کھنچ گیا گویا جذب مقناطیسی تہا کہ اپنا کام کر گیا اور حتی الامکان اخلاق حسنہ کو
اختیار کیا اور محرمات سے اجتناب اور اوامر و نواہی مین ایک حد تک انضباط
پیدا کر لیا یہہ حضرت موصوف کے کامل الصفات ہونے کی دلیل بیّن ہے کہ جو
مستعد قلوب تھے اُن پر پورا اثر پڑتا تھا اور وہ بہرہ ور ہو جاتے تھے غرضکہ
حضرت مرحوم و مبرور کے محاسن اخلاق و مکارم اشفاق جو قوم پر مبذول
تھے اور جس سے قوم متاثر تھی اُس کی پوری صراحت اس محل مین نہین ہوسکتی
اس کے لیے ایک مطول تحریر کی ضرورت ہے جو کتاب کی صورت مین لائی
جائے جب حضرت کا وجود با وجود قوم کی خدمت اور اُن کی جسمانی و روحانی
اصلاح مین کار آمد تھا اور قوم مستفیض ہوتی تہی تو اب اُس کا نعم البدل ملنے
کے لیے قوم کی آنکھین ترس رہی ہین بظاہر حضرت خلف اکبر سید بادشاہ صاحب
قادری ایک ہونہار نونہال ہین جو اس وقت اس مسند جلیلہ پر جلوہ افروز
ہین اور قوم کو امید ہے کہ یہہ نوبادہ سعادت اپنے وقت پر معارف و حقائق
کے اثمار سے پھلیگا کہ افراد قوم اُس سے نہایت شیرین کام اور روحانی
لذات سے متلذذ و مسرور ہون گے مگر اس نونہال چمنستان سعادت
کی پرورش و نگاہداشت ہونی چاہیے کہ تا آئندہ چلکر اپنا جلوہ بھی دکھا سکینگے
بظاہر سوائے سرکار کے سرپرستی کے قوم کی امیدین جیسا نکہ باید پوری ہوتی ہین
کلام ہے لہذا سرکار سے امید ہے کہ اس نوبادہ سعادت کی پرورش جس کسی

ذریعہ سے مناسب معلوم ہو فرمائی جائیگی اور قوم سرکار کے حق میں ہمیشہ
کے لیے دست بدعا رہیگی فقط عبدالعزیز عفی عنہ منتظم دفتر صدر محاسب سرکار عالی

حضرت ممدوح کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ و فیضان کثیرہ کو
اس قرطاس میں اور حضرات نے جو بیان فرمایا ہے وہ ہزار میں سے ایک ہے
اسکی تفصیل موجب تطویل ہے۔ مگر حضرت موصوف نے خلق کی جو خدمت کی ہے
اور ہزارہا بندگان خدا کی اصلاح حال جو آپ نے فرمائی ہے اور جو فیض اہل
ملک کو پہنچایا ہے اگر اس کے لحاظ سے سرکار عالی۔ اُن کے یتیم و لیسیر فرزندوں کی
کافی مدد فرمائے تو ثواب کثیر کے علاوہ سلطنت کیلئے بہت ہی خیر و برکت کا موجب ہے
خاکسار محی الدین احمد منتظم پیشی وزیر عدالت و امور عامہ۔ غریب جنگ وظیفہ یاب اول تعلقدار

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط بعد حمد و نعت ضمائر ارباب بصائر پر
مخفی نہ رہے کہ درحقیقت پیر جوان سید السادات شیخ الشیوخ افضل اولیاء
عالم باعمل مولانا حاجی زائر حافظ قاری واعظ حضرت سید شاہ عمر صاحب قبلہ
قادری چشتی جنبلی حیدرآبادی روحی فداہ۔ قدس اللہ سرہ العزیز
رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا۔ مرتاض انسان۔ خلق مجسم مجمع برکات انسان
کامل نے انگریزی خوان نوجوان لندن و علیگڈھ رفتہ ڈگری یافتہ آزاد خیالونکو
صاحب صوم و صلواۃ و پابند تہجد اور متقی بنادیا بہت سے کلال خانے ویران
اور مسجدیں آباد کردیا الشباب شعبۃ من الجنون نوجوان مریدین
کے جوانی جذبات کو ٹھنڈا کر کے انھیں جوانی دیوانی میں موتوا قبل ان تموتوا
ان کے نفوس کو مرنیکے اول مار کر پیرانہ سال بنادیا ہر بلاد و امصار میں آپکے وعظ

پُر اثر

برُا اثر کا نتیجہ یہہ دیکھا گیا کہ صدہا نہیں بلکہ ہزارہا انسانوں کو وتزودوا فان
خیر الزاد التقویٰ کا مصداق بنا دیا آپ کا وجود مغتنمات سے تھا آپ ایسی
رحمت الٰہی تعالیٰ شانہ اور نعمت غیر مترقبہ تھے آپکی نیک چلنی آپکی امانت آپکی دیانت
آپ کی بیحد ریاضت آپ کا زہد و تقویٰ آپ کا تعبد آپ کا تبحر علمی آپ کی بعد بل
خدمت اسلام آپ کی سچی و دلی محبت شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نظیر
نظر نہیں آتا یہہ چشم دید واقعہ ہے کہ نامی و گرامی علما و اعراق و حجاز آپ کی شریعت
اور طریقت کی جامعیت پر سر تسلیم خم و دست ادب بہم کیے آپ کی تعریف کرنے
الفاظ نہیں ملتے ہیں چھوٹا منھہ بڑی بات ہے ؎ چہ بود متاع خسرو کہ کنند نثار
جاناں ؏ مگسے چہ طعمہ دارد بدہان باز کردن ؏ اے گل ز تو خورسندم تو
بوئے کسے داری ؏ ؎ بکشا لب از ان حدیث شیریں ؏ کام دل ما پر از شکر کن ؏
مشتے نمونہ از خروارے آپ کے تصانیف کے بارہ ۱۲ پارے تفسیر قادری
کشف القلوب و رہبر طریقت وغیرہ آپ کے حال اور قال کے دو گواہ کافی
ہیں ؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ؏ روے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد
بوئے گل تو گئی اپنی سبکساری سے ؏ ہم گنہگار اُٹھینگے بڑی دشواری سے
واے صد واے کیا واقعۂ جان گداز و جگر خراش لکھوں کہ دل پاش پاش ہوا
جاتا ہے اور کلیجہ منھہ کو آتا ہے آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور کچھہ ایسی
ہوا بندھی کہ غنچۂ دل مرجھا گیا ہئے ہئے کیا ہوا الٰہی یہ حشر بپا ہوا کہ قفس تن سے
مرغ روح کو آزادی ہے سراسر مد نظر نقشۂ بربادی ہے طائر حواس بر ہوا ہی
عقل کا نام عنقا ہے ماجرائے ہوش ربا کا ندکو ہے قلم دو زبان قاصر و مجبور ہے

صد ہزار افسوس ایسے برگزیدۂ عالم یگانہ اور فاضل زمانہ کو بھی بمضمون کل نفس
ذائقۃ الموت قضا کے پنجہ سے نجات نہ ملی کہ کیسا سانحہ عظیم پیش آیا کہ ہادی
امت رسول صلعم مقبول دنیا سے اُٹھ گیا و عظمت حسنہ کا ممبر خالی ہو گیا حضرت ممدوح کا
فیض عام تھا آپ کے لیے تو یہہ سفر آخرت نقل مقام تھا جس غرض سے آئے تھے
اُس کی تکمیل کر گئے اس جہان گزران سے اٹھکر اعلی علیئیین مین پہنچ گئے اور
اپنے نانا رسول صلعم کی خدمت مبارک مین حاضر ہو گئے ؎ وا حسرتا کہ رشتہ
عمرت گسستہ شد ؛ پشت اجل ز بار مصیبت شکستہ شد ؎ آسودہ نیستم دمے
از سوختن چو شمع ؛ گویا برائے سوختنم آفریدہ اند ؎ جلا جلا کے مجھے شمع سا
تمام کیا ؛ فراق یار نے مارا اجل کا نام کیا ۔ اے سرزمین قادریہ چمن تو بھی کیا
خوش قسمت ہے کہ ایسے برگزیدہ پیر کامل اور روشن ضمیر کو اپنے آغوش مین
چھپا لیا اب تجھہ سے ہمکو محبت ہے کہ ہمارا پیارا ہادی محمد صلعم الامین کا خاص مظہر
تجھہ مین ہے ؎ گر بہ زمین دگر دفن کنندم بگو ؛ زیر زمین رہ کنم سر بکشم سوے
دوست ؛ ؎ تا دامن کفن نہ کشم زیر پائے تو ؛ باور مکن کہ دست ز دامن بدارمت
؎ جائے من کوے مغان است چہ زیبا جائیست ؛ ہیچ عاقل بجہان ترک چنین جا نکند
؎ خوش وقتی ازان کہ در بہشتی ؛ ما را بہزار غم بہشتی ؛ یا سیدی سوئے ما نظر کن
برحال زبون ما نظر کن ؛ بر نالہ و آہ و زاری ما ؛ بر بیکسی و نزاری ما ؛ افسوس
کہ ناخدائے گشتی ؛ در موج فنا گذاشت کشتی ؛ دست تو گرفتہ ایم شاہا ؛ در دم خود
دست گیر شاہا ؎ مسافرے نہ رسد از عدم کرا پرسم ؛ کہ پیر چرخ کجا برد
نوجوان مرا ؎ می سوزم و دوست را خبر نیست ؛ نی نالم و نالہ را اثر نیست
؎ دلم را سوخت داغ شعلہ تاب آہستہ آہستہ ؛ کند چون صید را آتش کباب آہستہ آہستہ

ـ در آرزوئے وصل تو اے مایۂ حیات ؛ ہر سو ہمچو بحر دویدم گریستم
گو آپ غیور طبیعت سیر چشم قانع مستغنی المزاج تھے فقر و فاقہ آپ کے خاندان کا
خاصہ تہا جبکہ آپ اہل ملک کے نفع رسانی مین اپنی عمر عزیز و گران مایہ وقف
کردئے تھے جس طرح کہ متعدد تحریرات بالا سے بخوبی ثابت ہے ھل جزاء
الاحسان الا الاحسانُ والی ملک پر واجب ہے کہ آپ کے صغیر سن
عزیز الوجود دچہ ورغیب وچہ ور شہود یتیم و لسیر ہونہار صاحبزادگان کے لیے کافی
وظیفہ مقرر ہو کُل شیئٍ یرجع الی اصلہ تا کہ الولد سر لابیہ
کے مصداق بنین اور آئندہ آنے والون کیلئے نفع پہونچے روزانہ عود وگل
اور سالانہ عرس شریف کیلئے بھی مثل دیگر اعراس معمول معین ہو جائے ریاست
کیلئے موجب مزید خیر و برکت متصور ہے واللہ الموفق بالخیر ان اللہ
لا یضیع اجر المحسنین ان رحمۃ اللہ قریبٌ من المحسنین و
آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین الفاتحہ یکم رجب المرجب ۱۳۳۰ھ
خادم الفقرا بندۂ ناچیز محمد عبد العزیز قادری زاویہ نشین احاطہ مدرسہ اعزہ

مجھکو میرے معزز و باخدا پیر بھائی مولوی محمد عبد العزیز صاحب قادری
کی تحریر سے پورا اتفاق ہے اور مین صاحب موصوف کا پورا ہمزبان ہون فقط
محمد علی معتمد سمستان جٹپول۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مشہور ہے کہ یوسف علی نبینا علیہ الصلوۃ
والسلام کی خریدی کو کوئی بڑھیا بھی ایک تاگہ کا تانا لیکر گئی اور خریداران
یوسف علیہ السلام مین اپنا شمار کرلی۔ حالانکہ مشک و عنبر کے ہوزن آپ فروخت ہوے

خزائن شاہی۔ آپ کی قیمت کیلیے ناکافی ہوئے ؎ زنان مصر بہ ہنگام جلوۂ یوسف ٭ زروئے بیخودی از دست خویش ببریدند ٭ مقرر است کہ دل پارہ پارہ میکردند ٭ اگر جمال تو اے دل نواز میدیدند ٭ ہیچمیرز کو بھی اپنے یوسف کے اظہار کیفیت میں قلم فرسائی کا خبط سوجھا ہے ؎ اللہ ری تیری کبریائی ٭ ہے مور کو دعوۂ خدائی ٭ لاریب فیہ یہہ جہل مرکب ہے جبکہ علمائے کرام اور مشائخین عظام عالیجناب فضیلت مآب تقدس انتساب سیدی وسندی رحمۃ اللہ علیہ کی چنانکہ بایدلتعریف و توصیف میں اپنا عجز ظاہر فرما چکے ہیں تو پھر یہہ ناتوان کس شمار میں۔ بیشک میرا یہہ خیال خام اُس بڑھیائے مذکور کے تانے سے بھی بدرجہا کمتر ہے۔ گو اس میدان میں میرا قلم مثل بید مجنون کانپتا ہے۔ مگر مختصراً عرض کرنے مجبور ہوں کیونکہ جس نے محسن مجازی کا اظہار احسان۔ نہ کیا وہ محسن حقیقی کا اظہار احسان بھی نہیں کرسکے گا یہہ امر محتاج بیان نہیں کہ موت اور زندگی۔ عدم و وجود چولی دامن کا ساتھ ہے۔ لیکن اس علم کے باوجود بھی ہم غفلت کی چادر اوڑھی ہوئی مست سو رہی ہیں دنیا اپنے مناظر عبرت کے پیش کرنے میں ہر وقت مشغول ہے۔ فنا اور موت کی تاثیرات ہر ہر لحظہ جاری ہیں ولیکن پنبۂ غفلت ہمارے کانون سے نہین نکلتی ہے۔ تاہم اُنھیں موتوں میں سے بعض ایسے بھی موتیں ہیں جو ہم جیسے مدہوشوں کو خواب خرگوش سے چونکا دیتی ہیں۔ اور جن سے ہزار یا پانچ سو افراد متاثر نہیں ہوتے بلکہ ہر بلاد و امصار کے ذی علم جماعتوں میں صف ماتم قایم ہو جاتی ہے۔ سناٹا چھا جاتا ہے ؎ سرکنم نالہ اگر تاب شنیدن داری ٭ سینہ بشگافم اگر طاقت دیدن داری ٭ ہزار بار بشویم زبان زمشک و گلاب

ہنوز نامم تو گفتن کمال بے ادبی ست۔ کاشف علوم ربانی معدن فیوض یزدانی
حضرت علیہ الرحمہ کی وفات بھی اسی قسم کی ایک موت ہے جو ہزار جانوں پر بھاری
وہ کوئی انفرادی سانحہ اور شخصی واقعہ نہیں۔ بلکہ ایسا عالمگیر حادثہ ہے جسکا احساس
ہر فرد بشر کے لیے ناگزیر ہے ہر کہ ومہ آپ کے وفات پر اشک حسرت بہاتا ہے
حضرت علیہ الرحمہ کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ سے نہ صرف مریدین
ہی بہرور ہونے تھے بلکہ بنی نوع انسان حلقہ بگوش تھے آپ کا وجود باجود
باعث خیر و برکت تھا۔ آپ کے بیحد اخلاق آپ کی متانت آپ کی فیاضی آپکی
سیرچشمی آپ کا تحمل و برداشت آپ کی منکسر مزاجی اور آپ کا طرز عمل بنی نوع
انسان کیلئے ہر دلعزیز بننے اور مخلوق عالم کے دلوں کو مسخر کرنے کا ایک بہترین
جوہر اور لائق تقلید نمونہ تھا۔ آپ بہت بڑے ادیب و فریس تھے خدا تعالیٰ
آپ کے صاحبزادوں کو بھی ویسی ہی عام مقبولیت اور ہر دلعزیزی کی توفیق
عطا۔ اور ہمکو بھی سکون و صبر نصیب اور آپ کے ساتھ محشور فرمائے آمین
گو بظاہر ہماری آنکھوں سے آپ غائب ہیں مگر آپ کے کارنامے سالہائے سال
تک باقی رہیں گے ؎ دنیا میں ہے جس کا نام زندہ ÷ لاریب وہ ہے مدام زندہ
اور آپ کی یاد ہر وقت ہمارے دلوں میں تازہ اور ہم کو نیم بسمل کرتی رہے گی
اور آپ حیات النبی اول الفکر و آخر العمل کے دربار خاص میں تا ابد زندہ رہینگے
آپ صرف مریدین و معتقدین ہی سے بلفراہمی رقم چندہ جو زمانہ شدت مرض
طاعون میں اموات بکثرت ہوا کرتی تھیں عموماً تجہیز و تکفین کا انتظام فرمایا اور
جنازے متعدد تیار حسب ضرورت جابجا ارسال فرمائے ایام قحط میں لنگر قایم کر کے

غربا و مساکین کو کھچڑی اور روٹی تقسیم فرمایا کئے۔ بہتوں کو ایسا دیا کہ کسی
کے کان کان تک خبر نہیں ہوئی۔ بفراہمی جلود اضحیہ غربا کیلئے قرض حسنہ کا
دروازہ کھول دیا اور ہر ماہ بارہویں تاریخ نیاز ختمی مآب خلاصۂ موجودات
ابو الارواح علیہ و آلہ افضل التسلیمات و التحیات کرکے سیکڑوں غربا کی شکم پری فرمایا
کئے راحت و آسایش چین و آرام اور مسرت کو اپنے لیے آیندہ آنیوالے
عالم پر محول کرکے یہاں انواع و اقسام کی ریاضتیں کیں قایم اللیل اور
صایم الدہر تھے کوئی نماز آپ کی قضا نہیں ہوئی حتیٰ شب مرض الموت میں
دو مرتبہ نماز تہجد بھی آخری ادا فرمالیا عالم استغراق میں بھی نہایت اطمینان
اور استقلال سے تا دم واپسین پاس انفاس کا عمل جاری رکھا ابھی ملک
آپ کی ذات ستودہ صفات سے بڑی بڑی توقعات رکھتا تھا سیکڑوں
کفار کو مسلمان صاحب ایمان۔ اور صدہا مردہ دلوں کو زندہ کور باطنوں کو
منور اور ہزارہا کو اللہ اللہ پر لگادیا۔ اور بھی سیکڑوں امیدیں مریدین
کے آپکے عزیز الوجود وجود کے ساتھ وابستہ تھیں تمام پر پانی پھر گیا ہیہات
صد ہیہات۔ ۱۹ ماہ صفر سنہ ۱۳۱۳ ہجری یوم جمعہ عین وقت نماز صبح آپ کے
حیات مستعار و وجود ناپایدار کا ستارہ غروب ہوگیا یعنی اس دار فانی سے
طرف بقائے جاودانی (رفیق اعلیٰ) کے ارتحال و انتقال فرمایا انا للہ

وانا الیہ راجعون۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ؎

گر یار نہ ہو ساقی پیمانہ ہوا تو کیا ٭ معمور شرابوں سے میخانہ ہوا تو کیا ٭ جب
درد نہ ہو دل میں کیا عشق مزے دیوے ٭ کہنے کو بھلا کوئی دیوانہ ہوا تو کیا ٭
اگرچہ کہ شدت مرض طاعون کی وجہہ روزانہ سیکڑوں اموات اور ہزارہا کے

فراری کی تعداد تھی اور تقریباً شہر خالی معدودے چند نفوس رہ گئے تھے
باوصف اُس کے آپ کی نماز جنازہ میں کئی ہزار لوگ مثل آخری جمعہ رمضان کے
ہجوم رہا۔ عجب نہیں کہ بشکل انسان آسمان سے ملائک اُتر پڑے ہوں
مکہ مسجد سے آپ کی قبر شریف واقع قادر یہ چمن تک بے حساب لوگوں کی
کثرت رہی۔ اور باوجود دھوپوں کا سخت موسم رہنے کے ابر رحمت نمودار
اور خفیف ترشح ظاہر ہوئی۔ وہ خوبصورت بڑے بڑے متوالی آنکھیں جن سے محبت
اور کمال شفقت کے پھول برسایا کرتے تھے ؎ خوش زبان شیریں بیان
عذب اللسان شکر مقال ؎ آنکہ از حسن عمل آورد دل ہا رابچنگ ؎ اور
آپکی کشادہ پیشانی بلند بینی گندم رنگ گھنگروالے بال پاکیزہ وخندان رو چہرۂ مبارک مثل ہلال
عید سعید و بدر چہار دہم کے تاباں و درخشاں تازندگی بھولا نہ جائے گا
رباعی۔ درخواب ہمیشہ با خیالِ توخوشم ؎ در بیدارم بہ خط و خالِ توخوشم
القصّہ چہ درخواب چہ در بیداری ؎ اے مردم دیدہ باجمالِ توخوشم ؎
قرب روحانی اگر ہست میانِ من و دوست ؎ چہ تفاوت کند ار بُعد
مکانی باشد ؎ غم نہیں اے جان اگر ظاہر میں فرقت ہے مجھے تری
دیدۂ باطن سے نظارہ کفایت ہے مجھے ؎ سچ مثل ہے دل کو دل سے
راہ ہے ؎ راز دل سے کب زبان آگاہ ہے ؎ آپکے سب خویش و اقارب و
اعزّہ برائے نام موجود ہیں لیکن کچھ نہیں کرسکتے۔ اور وہ وہ رفیق جان نثار
خدام جو کڑے سے کڑے وقت میں بھی آپ کے ساتھ رہکر جن کی ابرو مبارک
پر بل نہیں پڑتے تھے جہاں آپ کا پسینہ کا بوند گرے اپنا خون تک

بہا دینے کو مستعد اور تیار رہا کرتے تھے اسوقت شایانہ روزہ مزار شریف کے
اطراف و اکناف نالان وگریان بے بس پڑے ہین ؎ مرا درد یست
اندر دل اگر گویم زبان سوزد ٭ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ٭
؎ زپا بوسی درویشان تمنای کنم گردے ٭ کہ تا کحل بصر سازم برائے دیدن
مردے اے خدا تو زبردست بادشاہ ہے تمام شاہون کے قلوب
تیرے ید قدرت مین ہین ہمارے اولوالعزم جوان بخت جوان عمر جوان سال
بادشاہ کرم گستر فیض مظہر کے عمر و اقبال اور تقوے میں ترقی روزافزونی
عطا فرما اور حضرت ممدوح کے عرس شریف و خانقاہ منیف کے ضروری
مصارف کے لیے مثل دیگر اعراس کافی مقدار میں رقم معین و اجرائی کی
توفیق رفیق نصیب کر بمنتہ وکرمہ اور اس کے صلہ مین اُسکے گناہون پر
اپنے عفو کی بھاری نظر ڈال۔ ماعندکم ینفد وماعند اللہ باق
اھلبیت محمد عبدالعزیز قادری ؎

مرغان چمن بہر صباحے خوانند ترا با صطلاحے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حدیث شریف سے یہہ امر ثابت ہے کہ جس بندہ کو خدا تعالیٰ
ممتاز و برگزیدہ کر لیتا ہے تو فرشتہ کو حکم کرتا ہے کہ فلان بندہ میرا مخلص
و مقبول ہے عرش معلیٰ کے ملائکہ کو اعلان کردے جبکہ وہ اعلان کرکے
عرض کرتا ہے تو پھر حکم کرتا ہے کہ ہفت آسمانون کے ملائکہ کو بھی اعلان کر
اس کی تعمیل کے بعد عرض کرتا ہے تو پھر حکم ہوتا ہے کہ ساتون طبقات کے

ملائکون مین بھی اس امر کی تشہیر کردی جاسے جبکہ اُسکی تعمیل بھی ہوجاتی ہے تو ساتھہ ہی لوگ اُس شخص کے گرویدہ و شیفتہ ہوجاتے ہین جبکہ حضرت ممدوح الشان کا ایک عالم مداح و رطب اللسان ہے تو اس سے زیادہ اور کیا دلیل آپ کی مقبولیت اور مختص ہونیکی ہوسکتی ہے آیہ

وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَاۤءُ ۚ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

ے پرستندہ رامی پرستند خلق ؛ خدا دوست را دوست دارند خلق ے

این سعادت بزور بازو نیست ؛ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔

یہہ امر بھی حدیث شریف سے ظاہر و باہر ہے کہ ولی کی شناخت کی دلیل ہین یہی ہے کہ اُس کی ملاقات مین خدا (یاموت) یاد آسے قرۂ باصرۂ فتوت مردم دیدۂ مروت حضرت علیہ الرحمہ کے ملاقات مین نہایت حضور قلب ہوتا تھا غیر اللہ کے خیالات کوسون دور ہوجاتے تھے ے شنیدہ ام در آفاق نیست ثانی تو ؛ چو دیدمست بحقیقت ہزار چند از وست ؛ ے تو آفتابے و من ذرہ ام بغایت پست ؛ بعید نیست ز خورشید ذرہ پرورد ان اکثر اوقات ہم کو حضرت علیہ السلام کے وعظ مین حاضر رہنے کا شرف حاصل ہوا ہے ماشاء اللہ ایک ہفتہ تک ہمارا قلب متاثر رہتا تھا شوق و ذوق سے ہم مستفید اور مستفیض ہوتے گئے صدہا نہین بلکہ ہزارہا انسان صراط المستقیم پر پہونچ گئے۔ چونکہ اعلحضرت فیض گستر ایک خوش اعتقاد مسلمان بادشاہ ہین بلحاظ محافظ ایمان و حامی مذہب رہنے کے یہ یقین ہے کہ ایسے نادر الوجود شیخ کے عرس شریف اور یتیم و بسیر صاحبزادگان کے تعلیم کا

کافی انتظام مہام فرمائینگے۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ العَزِیز فقط

محمد عبد الرحمن احمد عبد اللہ قادری ابنانِ محمد عبد العزیز قادری

۱۳۰۸ ۱۳۰۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمدِ باری۔ دعوے حمد اور میرا منھ ؛ ہے بڑی بات اور چھوٹا منھ

نعت۔ آبِ کوثر سے پہلے منھ دھو آئیں ؛ نعت کا حرف تب زبان پر لائیں

امابعد۔ جوئے از خروارے و رشحہ از آبشاری احوال صدق مآل سلالہ خاندانِ رسالت۔ علالہ دودمانِ ولایت۔ آفتابِ سپہرِ علوم شریعتِ غرا ماہتابِ فلکِ سلوکِ طریقتِ بیضا مفسر نبیہ۔ محدث فقیہہ۔ جامع معقول و منقول۔ حاوی فروع و اصول بہار بوستان اخلاق مصطفوی نسیم گلستانِ محاسن مرتضوی۔ مخمور صہبائے عشق و محبت حضرتِ سبحان۔ سرشار بادۂ عرفان و ایقان پیر و مرشد برحق حضرت مولانا قاری حافظ حاجی مولوی سید عمر صاحب قادری نسباً و طریقۃً علیہ رحمۃ اللہ الملک الباری۔ عرض کرکے زبانِ قلم و قلم زبان کو مشکور کرتا ہوں اور بتائید غیبی حسبِ حال اشعارِ آبدارِ مولانائی معنوی عارفِ رومی قدس سرہ کے جو اسوقت یاد آگئے پڑھتا ہوں ؎

بر نویس احوالِ پیرِ راہ داں ؛ پیر را بگزیں و عینِ راہ داں ؛ بس تقربِ جو بیک
او سوئے الہ ؛ طالبان راہی برد تا پیشگاہ

۔ حضرت مرحوم کسی اور ملک و دیار کے نہیں بلکہ اسی سرزمین دکن معدن الانواع جو دوسن کے قدیم باشندے ہیں یہیں آپ کا نشو و نما ہوا۔ یہیں آپ نے جمیع علومِ ظاہر و باطن میں بین الاقران

سبقت

سبقت حاصل کی اور اسقدر آپکے فضل و کمال کا شہرہ ہوا سفر حضر مین دوست دشمن اپنا پرایا
وضیع و شریف برنا و پیر آپکی علوِ شان و وقعتِ مکان کا مقر اور ایک عالم آپکی
تصانیف و وعظ و پند سے متاثر ہوا حضرت کے وعظ و ہدایتِ عام کی برکت
سے ہزارہا مخلوق راہ راست پر آگئی روزِ میثاق کے عہد اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ وَقَالُوْا
بَلٰی کو بھول کر جو جو آوارہ و سرگردانِ بادیۂ خذلان و ہجران تھے اُن کو بارگاہ
صمدی مین باریاب کراکے خلعتِ وصال سے مشرف کیا شعر خوبان
سبزہ کہ بر درت آیند جملگی ؛ وانگاہ خاکپائے تو بوسند یک بیک مخفی نرہے
کہ آپ کا وعظ صرف مولویانہ ہی نہ تھا بلکہ عین صوفیانہ و عاشقانہ تھا۔ حافظ
ہر آنکہ عشق نورزید و وصل خواست ؛ احرامِ طوفِ کعبۂ دل بے وضو ببست
ہر چند کہ آپ بفحوائے مضمون ارشادت مشحون كَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ
عُقُوْلِهِمْ نہایتِ وضاحت و غایتِ فصاحت سے حسب موقع و ضرورت
اول مسائلِ شرعیہ بیان فرماتے اُس کے ماخذ کو کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے بیان کرتے بعد ازان حکم اسرار اختلاف
آرائے حضرات ائمہ مجتہدین فقہا رحمہم اللہ کو بہ تفصیل واضح فرماکر ہر ایک مذہب
کی تائید کرتے پھر قال سے حال کی طرف رجوع فرماکر رموز و حقائق کا افادہ
کرکے سامعین کو اگلے بزرگانِ دین قدس اللہ اسرارہم کے فیوض صحبت و
برکات وعظ از سرنو یاد دلاتے اکثر اوقات آپکے وعظ مین کثرت شوق و ذوق
سے عشاق کے نالہ و فریاد کی صدائین بلند ہوتیں اور جذبات الٰہی سے سامعین
پر حالت وجد طاری ہوتی اکثر بیہوش ہو جاتے اور خود بھی عالم استغراق و محویت میں

ڈوب جاتے منصفان خداشناس حضرات کی زبان پر دعائے کہ تو اللہ
اکثر لکھ جاری ہوجاتا ایک وقت کسی مالک مستقیم الاحوال نے یہ حالت
مشاہدہ کرکے برمحل آپ کو یہ شعر کسی بزرگ کا سنایا ؎ واللہ ہمین عشق کی ہولی
ہوئی چالیں پر ظالم تری رفتار نے سب یاد دلا دین۔ ایسے اثر و سوز و گداز کا
قلوب قاسیہ مین پیدا ہونا بجز واصل فانی فی اللہ و باقی باللہ کے زاہد خشک سے
نہین ہوسکتا چنانچہ استشہاد کیلئے تیمناً و تبرکاً عرض کرتا ہون کہ جناب سیدالاولیا
سندالاصفیا قطب الاقطاب غوث الثقلین حضرت محبوب سبحانی سیدی سید شیخ
عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ نے باوجودیکہ خود مرجع علمائے ظاہر و باطن
تھے اپنے لخت جگر حضرت سَیّد سَیفُ الدِّین عَبْدُ الوَهَّاب کو
تحصیل علم کے واسطے ملک خراسان بھیجدیا صاحبزادے سالہائے دراز تک مشغول
تحصیل انواع و اقسام علوم رہکر مرجع فضلائے دہر و شہرۂ آفاق ہوکر خدمت اقدس
مین پہونچے حضرت ولایت پناہ کی عادت تھی کہ ہر جمعہ کو وعظ فرماتے سامعین علاوہ
ساکنین شہر بغداد کے دور و دراز کے رہنے والے بھی شوق و اشتیاق بعید سے
حاضر ہوتے شہر کی کوئی مسجد یا خانقاہ اتنی وسیع نہ تھی کہ اتنے اشخاص اُس مین
سما سکین کیونکہ لاکھون آدمی ہوتے ناچار حضرت کا منبر شریف بیرون شہر صحرائے
وسیع مین رکھا جاتا قطع نظر انسان کے جنات کوہ قاف کے پرے سے حاضر ہوتے
اور ہوا مین معلق رہتے اور لیبا اوقات سرکار ابد قرار دوعالم صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم بہ نفس نفیس مع اصحاب و اہلبیت کے رونق افروز مجلس شریف ہوتے
حضرت کی کرامت سے دور بیٹھنے والے بھی ویسا ہی سنتے جیسا کہ نزدیک والے

اور حضرت کے وعظ شریف مین ہمیشہ چند عاشقان معشوق حقیقی و محبوب ازلی کا غایت شوق سے وصال ہوتا اور جنازے نکلتے اور شور نالہ و بکا سے مجلس شریف نمونہ ہنگامہ محشر ہو جاتی صاحبزادے کو بھی اپنے علوم پر ناز تھا اجازت چاہی حضرت نے اجازت دی حضرت کی موجودگی مین اُنھوں نے بڑے زور وشور سے وعظ کرنا شروع کیا اور نکات و دقائق علوم معقول و منقول بیان کئے لیکن بایں ہمہ برخلاف اُن کی امید کے حاضرین کو وحشت ہوئی اور اکتا گئے نہ کسی کو رقت و گریہ ہوا نہ کسی پر وجد و حالت طاری ہوئی بلکہ حضرت ولایت پناہ کی طرف سب کی ٹکٹکی بندھ گئی آخر بالحاح وزاری فریاد کی کہ آپ بیان فرمائیے اور ہمارے دلوں سے زنگ قساوت کو مٹائیے ناچار صاحبزادے خاموش ہو گئے اور حضرت نے وعظ شروع کرنے سے پیشتر ارشاد فرمایا کہ مین نے کل روزہ رکھا تھا اُمّ یحییٰ یعنے اُن کی والدہ نے انڈے تلے اور برتن مین رکھکر کسی بلند جگہہ مین دھر دئے ناگاہ بلّی جھپٹی اور برتن توڑا اور انڈے کھا گئی حضرت کا یہہ فرمانا ہی تہا کہ مجلس مین قیامت کبریٰ برپا ہو گئی اور شور آہ و بکا سے گنبد فلک اخضر کانپ اوٹھا آسمان و زمین مین شعلہ ہائے عشق الٰہی بھڑک اوٹھے مجلس شریف مین بعض نے جان دی اور رفیق اعلیٰ سے واصل ہوئے بعض ہیجان و گھایل رہے حضرت شاہ ابو المعالی قدس سرہٗ نے حضرت ولایت پناہ کی شان مین کیا خوب فرمایا ہے اور کس خوبی سے مضمون قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ کو کنایۃً ادا کیا ہے ملاحظہ فرمائیے ؎ آن ترک عجم چون زئے حسن طرب کردہ بر پشت سمن آمدہ وصید عرب کردہ چون کاکل برکا

برانداخت زمستی ؛ غارت گری کوفہ و بغداد و حلب کرد ؛ خوبان کہ بخوبی چو

گل و لالہ نمودند ؛ نازاں ہمہ را زیرِ قدم کرد عجب کرد ؛ داری خبرے اے ہمہ

جبلی کہ معالی ؛ دریادِ تو العالقادر قادر ہمہ شب کرد ۔ سبحان اللہ میں

کہاں سے کہاں چلا گیا حضرت کے ذکرِ مبارک نے ایسا مدہوش کر دیا کہ خبر ہی

نہ رہی سے من از خوبیٔ آں ساقی جناں مست ؛ نمیدانم کہ در مجلس چہا بود

الغرض صاحبزادہ عالی تبار کو بھی روتے روتے ہچکیاں لگ گئیں جب ذرا

سنبھلے تو غور کرنے لگے کہ آخر کیا سبب ہے تمام لوگوں کا اور میرا یہہ حال کیوں

ہوا ۔ حضرت نے تسلی و تشفی دی اور فرمایا اے دلبند اس میں شک نہیں تم

بڑے عالم و فاضل ہو مگر اس سے کیا ہوگا بجز نقصان کے فائدہ کچھ متصور نہیں تا وقتیکہ

جو بیان کرتے ہو وہ خود تمہاری حالت نہ ہو جناب باری عز اسمہ فرماتا ہے

لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُولُوا مَا لَا

تَفْعَلُونَ خود عامل و پابند نہ ہونا غیروں کو وعظ و نصیحت کرنا باعثِ قساوت

قلبی و سببِ اشتعالِ آتشِ غضبِ الٰہی ہے اب تصفیۂ نفس و تزکیۂ قلب و روح

کرو اور ملکۂ روحانیت کو بڑھاؤ زمرۂ علمائے ربانیین میں شامل ہو جاؤ سے

رو برو در دل نشیں کان دلبر خرگاہی ؛ وقت سحرے آید یا نیم شبے باشد ۔ میں نے

کوئی آیت و حدیث نہیں پڑھی کوئی درد انگیز قصہ بیان نہیں کیا جس کی بدولت

دلوں میں یہہ شورش پیدا ہوئی ہو بلکہ انڈے اور بلی کا قصہ اپنے گھر کا بیان کیا

چونکہ میں سراپا آتشِ عشق ہوں جو چنگاری مجھ سے جھڑے گی ضرور بالضرور وہ

دوسرے کو جلا کر رہیگی سے سخن کز دل برون آید بدلہا در دروں آید ؛ سخنہائے ہائی جملہ بر بایہ نگرود

انتھی

انتھی ذکرہ الشریف۔ اس تبرک نقل سے ثابت ہوا کہ بطفیل اپنے اجداد عظام و پیران کرام کے مولانائے مرحوم کی زبان میں اس پایہ کا اثر ہونا دلیل بین ہے آپ کے مقبول بارگاہِ الٰہی ہونے کی اور اسی سے پتہ چلتا ہے آپکے عشق و سوز دروںی و روز نسبت کا ؎ آفتاب آمد دلیل آفتاب ؛ گر دلیلے بایدازوے رو متاب ؛ ؎ فلا یصح فی الاذھان شئی ؛ اذا احتاج النھار الی دلیل۔ افسوس صد ہزار افسوس کہ اس پرآشوب زمانہ میں ایسے شیخ کامل کے فیضِ عام سے عامۂ خلق محروم ہوگئی ؎ حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد ؛ روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد۔ ہر چند کہ اہلِ بصیرت و راسخ العقیدت بہ نسبت زمانۂ سابق کے (یعنے زمانہ حیوۃ عنصری کے) اب پیش از بیش آپ کی روحِ مبارک سے فیضیاب ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے کیونکہ لوازم قفسِ عنصری و علایق بدنی یکلخت منقطع ہوگئے اور انسانِ کامل و عارفِ واصل کو بسبب تجرد کے عالم برزخ میں بڑے اختیارات اور قوت ہوتی ہے ؎ ہرگز نمیرد آن کہ دلش زندہ شد بعشق ؛ ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام شاں۔ محجوب جس کو موت سمجھتے ہیں عرفا کی وہی عینِ حیات ہے اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُّوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ اور یہی نعمتِ عظمیٰ ہے اولیاء اللہ کو موت کیسی وہ تو بحکم مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا موتِ اختیاری سے مشرف ہو چکے ہیں کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ وَلٰکِنْ یَنْقُلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ ان کی نقل دار فنا سے دارِ بقا کی طرف اُن کی بدلی ہوتی ہے اور خاصانِ بارگاہِ الٰہی بمقتضائے حدیث موتوا قبل ان تموتوا جب اپنے کو بالکلیہ سپردِ مولیٰ جل ذکرہ کرکے کالمیت

بَیْنَ یَدَیِ الْغَسَّالِ ہوکر موتِ اختیاری سے مشرف ہوتے ہیں تو دنیا
کی چند روزہ زندگی بھی اُن کے لیے حیواۃ اخروی کردی جاتی ہے اگرچہ
دنیا میں ضروریات بشری کسیقدر لاحق ہوں لیکن درحقیقت وہ یہاں
نہیں ہیں کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَبْدَانُہُمْ فِی الدُّنْیَا وَقُلُوْبُہُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ اُنکی زبان
حال سے یہ مضمون ادا ہوتا ہے ؎ من گم شدہ ام مرا مجوئید ؛ از گم شدگان
سخن مگوئید۔ قاصر ظاہربین کی نظر میں وہ زندہ ہیں اما فی الواقع اہل بصیرت
کے پاس وہ از خود مردہ و بحق زندہ ہیں چنانچہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ
اِلٰی مَیِّتٍ یَمْشِیْ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ فَلْیَنْظُرْ اِلَی ابْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ
زمین پر اگر کسی میت کو چلتی ہوئی کوئی دیکھنا چاہتا ہے تو ابی قحافہ کے فرزند
(یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی) کو دیکھے جب یہہ مسلم ہوچکا کہ اولیاء اللہ کو بعد
وصال کے عالم کون میں تصرف کی قوت بڑھ جاتی ہے اور اون سے
اور فیوضات نامتناہی صادر ہوتے رہتے ہیں تو اب کسی طرح کا تردد و
تامل نرہا چنانچہ حضرت مولانای مرحوم کے وصال کو چند روز ہی گزرے ہیں
کہ اکثر ارادتمندان صادق نے آپ کی روحانیت سے فیض پائے اور
پارہے ہیں کسیکو عالم رویا میں کچھہ تلقین فرماتے ہیں کسی مشتاق کو وعظ سناتے
ہیں کسی کو اگر کسی مسئلہ میں تامل ہے تو اوس کو مع حوالہ کتب تفہیم و تلقین کرتے
ہیں کسی کو یہ فرماتے ہیں کہ فلان وقت میری قبر پر نہ آؤ میری نماز کا وقت ہے
فلان وقت سے فلان وقت تک آیا کرو غرض ہر طرح کے ارشادات و بشارات

سرافرازہ

سرافراز فرماتے ہین جوجو واقعات وخوارق صدور مین آئے اگر انکو قلمبند کرون تو مضمون طول ہوجائے گا جو اہلِ باطن ہین یا کم از کم کشفِ روحی حاصل کر چکے ہین اُن کو اس مین تامل نہین اور خوبی بصیرت و محجوب ہین وہ معذور ہین ۔ ؎ دستِ پیر از غائبان کوتاہ نیست ٭ دستِ او جز قبضۂ اللہ نیست ٭ دستِ او را حق چو دستِ خویش خواند ٭ تا یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ براند ٭ غائبان را چون نوالہ می دہند ٭ پیشِ مہمان تا چہ نعمت ہا نہند ٭ اولیا را صحبِ کہف ای عنود ٭ در قیام و در تقلب ہم رقود ٭ گر تو بینی شان بدشواری درون ٭ نیست شان خوفی ولا ہم یحزنون کیون نہ ہو حضرتِ مرحوم اولادِ امجاد سے حضرت امام الخافقین غوث الثقلین محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ وارضاہ کی ہین ما شاء اللہ ۔ ؎ نسبٌ کانَّ عَلَیْہِ مِنْ شَمْسِ الضُّحٰی ٭ نُوْرًا وَّمِنْ فَلَقِ الصَّبَاحِ عَمُوْدًا ۔ دولت فقر وارشاد آپ کی میراثِ خاندانی ہے سلسلۂ بیعت طریقت آپ کا حضرت خواجہ رحمت اللہ نائبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے ۔ ؎ سلسلۂ نسب پیران او ٭ عروۃ وثقی با پیرانِ او ۔ حضرت خواجہ رحمت اللہ نائبِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب قبلہ قدس سرہٗ ہین اُنکے خلیفہ حضرت میر شجاع الدین صاحب قبلہ ہین اُنکے خلیفہ حضرت سید محمد بادشاہ صاحب قبلہ ہین اُن کے خلیفہ حضرت سید محمد صدیق صاحب قبلہ ہین اُنکے خلیفہ حضرت سید محمد عمر صاحب قبلہ قدس اللہ اسرارہم ہین حضرت مولانائے مرحوم نہایت پابند احکامِ شریعت تھے اور نسبتِ باطنی آپ کی

بہت قوی تھی اس شعر کے پورے طور پر آپ مصداق تھے ؎ درکفی جام شریعت درکفے سندان عشق ؛ ہر ہوسناکی نداند جام و سنداں باختن ۔ اور سلطان عشق محمدی کے آپ نہایت مغلوب و مسخر تھے گویا کہ آپ کی طینت عشق محمدی سے مخمر تھی آپ کو معاملہ و مکاشفہ ور دیا ہیں بارہا آن سرور کائنات مفخر موجودات علیہ الصلواۃ والسلام اور اہلبیت عظام و صحابہ کرام و اولیائے فخام سے بڑی بڑی سرافرازیاں حاصل ہوئی ہیں بالخصوص حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی برکات سے بہت مشرف ہوئے ہیں چنانچہ ارباب باطن کو مشاہدہ ہوا ہے ؎ این سعادت بزور بازو نیست ؛ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ ۔ حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی قدس سرہ النورانی حنبلی المذہب تھے مولانائے مرحوم بھی فرط عشق و نیز بہ نیت کمال اتباع حضرت ولایت پناہ حنبلی المذہب رہے اور باین ہمہ کمال باطنی کے آپ کا شیوہ مرضیہ اتباع سنت و تذکیر و وعظ و پند رہا آپکے چہرے سے شان عُلَمَآءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَآءِیْل ظاہر و باہر تھی ۔ ؎ انہا کہ پائی در رہ مولیٰ نہادہ اند ؛ گام نخست بر سر دنیا نہادہ اند ؛ آوردہ اند لشت بریں آشیان دیو ؛ پس چوں فرشتہ روئے بہ عقبیٰ نہادہ اند ؛ آں طوطیان رہ چو قدم برگرفتہ اند ؛ طوبیٰ لہم کہ بر سر طوبیٰ نہادہ اند ؛ زاد رہ و ذخیرۂ این وادی مہیب ؛ در طشت سر بریدہ چو یحییٰ نہادہ اند ۔ بیان اندکے از سلوک مولانائے مرحوم سالکان راہ طریقت و عارفان طرق حقیقت پر مخفی نہیں ہے کہ بفحوائے اَلطُّرُقُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ طالبان وصول بارگاہ حضرت صمدیت جَلَّتْ قُدْرَتُہٗ کے لئے بارگاہ احدیت میں

بےحد وحصر ہیں لیکن پیشوایانِ طریق نے بطورِ اجمال منازلِ سلوک کو دس منازل
پر منقسم ومنحصر کردیا ہے پہلا مقام مقاماتِ عشرہ سے کہ حضراتِ صوفیہ علیہ نے
بنائے سلوک اوسی پر رکھی ہے مقامِ توبہ ہے اور آخری مقام مقاماتِ عشرہ کا
مقامِ رضا ہے اور درمیان ان دونوں مقام کے مقاماتِ ثمانیہ ہیں اور وہ
مقامِ زہد۔ مقامِ توکل۔ مقامِ قناعت۔ مقامِ عزلت۔ مقامِ ملازمتِ ذکر
مقامِ توجہ بسوی حق۔ مقامِ صبر۔ مقامِ مراقبہ۔ ہیں اور انھیں کو اصطلاح
صوفیہ میں اصولِ عشرہ بھی کہتے ہیں ان مقامات کے قطع کرنیکے دو طریق ہیں
جو حضرات کہ سیرِ سلوکی پر تزکیہ عالمِ خلق کا مقدم سمجھتے ہیں وہ بالذات ان مقامات
کو قطع کراتے ہیں یہ سلوکِ تفصیلی ہے۔ اور جو حضرات کہ سیرِ جذبی مقدم جانتے
ہیں وہ تصفیہ عالم امر کے ضمن میں ان مقامات کو طے کرادیتے ہیں یہ سلوک
اجمالی ہے بہرحال دائرۂ امکان کے قطع میں یہ مراتب ومقامات بھی حاصل
ہوجاتے ہیں اور قطعِ منازلِ سلوک سے مراد انِ مقاماتِ عشرہ کا طے کرنا ہے
اور وہ وابستہ ہے تجلیاتِ سہ گانہ سے تجلی افعال تجلی صفات۔ تجلی ذات اور
یہ مقامات سب کے سب بجز مقامِ رضا کے تجلی افعال وتجلی صفات سے وابستہ ہیں
اور مقامِ رضا وابستہ ہے تجلی ذات بحت سے تعالی وتقدس لیکن بعد طے منازل
ورفعِ حجبت کے دونوں گروہ واصل ہیں لفسِ اصول میں ایک کو دوسرے
پر کسی طرح کی فوقیت وترجیح نہیں رہتی جیسا کہ دو شخص منازل بعیدہ کو طے
کرکے کعبۃ اللہ کو پہونچتے ہیں ایک نے تو راستے میں ہر مقام ومنزل کی خوب
سیر کی اور کیفیت وحالات ہر جگہہ کے اپنی لیاقت کے موافق معلوم کیے دوسرے

اپنی منزلِ مقصود کی دھن کے سوا اور کسی طرف التفات نہ کیا شبا شب دو منزلہ راہ قطع کرتا ہوا پہنچا منزلِ مقصود جو کعبہ ہے وہاں پہونچے ہیں اب دونوں مساوی ہین اگرچہ معرفتِ منازلِ راہ میں متفاوت ہیں لیکن مقصود حاصل ہونیکے بعد دونوں کو جہل لازم ہے لان المعرفۃ فی ذات اللہ تعالی الجہل و عجز عن المعرفۃ امر حیرۃ فی الحیرۃ یہ مخفی نرہے کہ بترتیب وتفصیل ان مقامات کا حاصل ہونا سالکِ مجذوب سے مخصوص ہے اور مجذوبِ سالک کو بر سبیل اجمال طے مقامات حاصل ہیں کیونکہ عنایتِ ازلی نے اوسکو ایسا مغلوم محبت کر دیا ہے کہ وہ تفصیل و تماشائی راہ کی طرف التفات کرہی نہین سکتا بطفیل اس جذب ومحبت کے ان مقامات ومنازل کا ایسا زبدہ و خلاصہ بوجہ اتم اُسکو حاصل ہے کہ صاحبِ تفصیل کو بھی نصیب نہیں ع از محبت خارہا گلشن شود رجب یہ تمہید ممہد ہو چکی تو اب معلوم ہو کہ مقامِ اول مقاماتِ عشرہ سلوک کا مقام توبہ ہے اور حقیقت توبہ کی بازگشت و رجوع ہے بالکلیہ بجنابِ حق عزّ وجل باختیار نہ باضطرار اور دست بردار ہونا اپنے جمیع اُن ارادون اور خواہشات سے جو مانعِ رضائے الہی ہوں اور اپنے کو ہمگی مثل میت کے مسلوب الاختیار کر کے مصداق انی وجہت وجہی للذی فطر السموات الخ کا بجانا اور اپنا قبلہ توجہ بجز ذاتِ باری کے اور کو نہ ٹھیرانا ہے اور شرک معنوی وخفی سے تبری کرنا تا آیہ شریفہ افرأیت من اتخذ الٰہہ ھواہ کی حسب تجلی بجز الٰہ حقیقی کے آلہہ انفسی و آفاقی کا کوئی تصرف بھی باقی نرہے تا خلعتِ محبوبیت سے مشرف ہو کما قال اللہ تعالی ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین وتوبوا الی اللہ جمیعا

ایہا المؤمنون لعلکم تفلحون ۔ ؎ گر کلاہِ فقر خواہی سر بسر ۔ از خود و جملہ
جہان یکسر بپر ۔ این کلاہِ بے سراں ست اے پسر ۔ کی دہندت تا تو می نازی بسر ۔
مقامِ دوم ۔ زہد ہے اور زہدِ سالکانِ طریق باز آنا جمیع لذائذ و ذوقِ درجاتِ دنیوی
واخروی سے اس عالی ہمتی سے کہ بالفرض اگر دنیا و ما فیہا و آخرت و ما فیہا سالک کی سامنے
پیش ہو تو گوشہ چشم سے بھی اُسے نہ دیکھے کہ الدنیا حرام علی اہل الآخرۃ والآخرۃ
حرام علی اہل الدنیا وھما حرامان علی اہل اللہ اس حرام سے مراد محبت
لذائذ دنیا و عقبیٰ ہے ؎ چیست دنیا از خدا غافل بدن ۔ نی قماش و نقرہ و
فرزند و زن ۔ مال را گر بہر دیں باشی حمول ۔ نعم مال صالح گفتش رسول ۔
ورنہ یہ دونوں تو (یعنے دنیا و آخرت) منجملہ مواہبِ الٰہی کے دو موہبت ہیں اور دو خدمتگار
ہیں متعین مولا کیطرف سے بندہ کی خدمت کیلیے پس نہایت پست ہمتی و دنارت ہے کہ آقا
کے پرستاروں سے دل لگی و آشنائی ہو اور آقا سے بیوفائی و وحشت ؎ صباح وصل شود
شبِ ہجر روز معلوم ست ۔ کہ با کہ باختہ عشق در شبِ دیجور ۔ جب معشوقِ حقیقی کا خطاب ہوگا
کہ ؎ ربط ہے غیر و ملتے اور ہمسے وفا چاہتے ہو ۔ تمہیں سوچو کہ یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے
ہو ۔ تو کیا جواب دیا جائیگا اسی طرح نتیجہ جمیع مقامات کا واحد ہے غرض اس تسلیک
سے ملکہ ذکر و دوام حضور و انقطاع و تبتل عن ماسوی اللہ ہے ؎ حضوری گر ہمی
خواہی ازو غائب مشو حافظ ۔ متی ما تلق من تہوی دع الدنیا واھملھا
مقامِ سوم ۔ مقامِ رضا ہے اسکی تسلیک سے یہ نتیجہ مراد ہے کہ اپنی خواہش و اختیار
باقی نہ رہے رضائے محبوب عین اسکی رضا ہو جائے ؎ گر مرادِ خویش خواہی ترک گیر ۔ از دل ما
ورنہ مرا خواہی رہا کن اختیارِ خویش را ۔ اور خواست محبوب اسکی محبوب ہو جائے اور یہ نسبت

انعام کے ایلام محبوب میں ذوق حاصل ہو ع مرغ آتشخوارہ کے لذت شناسد دانہ را

انعام محبوب میں تو اپنی بہتری و خوشی ہے اور ایلام محبوب صرف اُسی کا پیارا ہے تیغ سکرد

بمن گفت کہ نازم اینست ؛ سر فرو کردم و گفتم کہ نیازم این ست ؛ کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ؛ ہر

زماں از غیب جانے دیگرست ۔ مولانای مرحوم قدس سرہ کو ان مقامات میں بفضلِ خدا

کامل تمکین تھا حضرت حق جل ذکرہ آپکی اولادِ رشید و سعید کو ان نعمتوں سے پورا پورا حصہ

مرحمت فرمائے ۔ ابھی باوجودیکہ صغیر السن ہیں مگر بمقتضائے فرمانِ عالیشان نبوی علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے کہ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ وَکُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ ابھی سے ان

ننھی ننھی بھولی بھولی صورتوں پر آثارِ سعادت و انوارِ سیادت لمعان ہیں ع قیاس

کن ز گلستانِ من بہار مرا ۔ اور تحصیلِ اسبابِ سعادات میں کوشاں خداوند

عالم ہمارے امیر المومنین بادشاہِ اسلام کہف الانام یاورِ اسلام رکنِ دین غیاث الملک

شد و و بالا از وجودش رتبۂ تاج و نگیں ۔ نوابِ جم حشم افریدون علم بحرِ عطا کانِ سخا نواب

آصفجاہ نظام الملک اعلیحضرت حضور میر عثمان علیخان بہادر اورنگ آرای سلطنت دکن خلد اللہ

تعالیٰ ملکہ و سلطنتہ کے سایۂ چتر ہما پایہ کہ مفارقِ کافۂ انام پر عموماً اور ان صدف سیادت کے

در شہوار یتیموں کے سروں پر دایم و قایم رکھے آمین ۔ شاہ عبد الرحیم صدیقی غفا عنہ مختار عام نے تاریخ انتقال پائی ۔ مہر عبد الرحیم

حامی دین محمد مصطفےٰ ؛ مولوی سید عمر صاحب کرم ؛ قادری و جنبلی و خوش خلق ؛ زائرِ عتبات و حاجی الحرم

قادری و حافظ و مفسر مقتدا ؛ عارفِ کامل فقیہہ و محترم ؛ در طریقت در حقیقت مستقیم ؛ در رہِ شرعِ متین ثابت قدم

کرد چون از دارِ فانی انتقال ؛ سالِ وصالش مکیم عاجز رقم ؛ بی سر و پا گشت از تیغ قضا ؛ وعظ و پند و ورع و دین فضل و کرم

۷۰ + ۵۰ + ۲۰ + ۱۲۰ + ۱۰ + ۱۱ + ۶ + ۲۰۴

معروضہ فقیر حقیر سید مرتضیٰ حسینی صاحب

قطعہ

چلتے پھرتے بیٹھتے اٹھتے چلے جاتے ہیں لوگ — موت کی منزل ہے گویا زندگی کے دو قدم

صبح تک زندہ تھے ہم میں مولوی سید عمر — مذہبی خدمات میں جو تھے بہت ہی مغتنم

جو محدث تھے مفسر تھے مناظر تھے بڑے — حافظ و حاجی و قاری صاحبِ علم و عَلَم

جو تھے واعظ شہر کے اور متقی و باخدا — سیدِ عالی نسب عالی حسب عالی ہمم

جو نہ تھے بوڑھے مگر کہتی تھی جنکو خلق پیر — قادریہ سلسلہ تھا جنکا۔ جو تھے ذی عَلَم

سیکڑوں جنکے مقلد تھے یہاں اور معتقد — جنکے گرد اگرد رہتا تھا مریدوں کا حشم

جنکے گھر سے دین کی آواز ہوتی تھی بلند — حلقہ اذکار کو دیتا تھا رونق جنکا دم

ہر مہینے جو چھپایا کرتے تھے کشف القلوب — جسکا ثانی ہم نے ہندوستان میں دیکھا ہے کم

ذات سے جنکی تھی قایم مجلسِ قرضِ حسن — جنکے باعث سود کے جھگڑوں سے تھے محفوظ ہم

جنکی صورت خوب سیرت خوب فطرت خوب تھی — جو نگاہِ خلق میں تھے مفتخر اور محترم

جو تھے کہنے اور لکھنے کے مسلم شہسوار — اور زمینِ شعر میں بھی تھا رواں جنکا قلم

الغرض جنکے محاسن تھے معایب سے سوا — جنکے اوصافِ ستودہ تھے بہت اور عیب کم

انکو تاکا چرخِ کجرفتارِ بد اطوار نے — ان پہ توڑا اپنا مشہورِ زمان ظلم و ستم

یک بہ یک طاعون کی ایسی ہوا ان پر چلی — شمعِ ہستی بجھ گئی چھایا دلوں پر درد و غم

حیف ہے باغِ دکن میں آگئی کیسی خزاں — سر جوانانِ چمن کے ہوتے جاتے ہیں قلم

حیدرآبادِ دکن کے حال پر افسوس ہے
حق پرستوں سے ہوا جاتا ہے خالی دم بدم

محمد اکبر علی
صفدار صدر

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

يا شيخ عبد القادر جيلاني شيئاً لله

تاريخ وصال العالم العارف بالله حضرت حبيبنا ومولينا السيد الشاه محمد عمر القادري الحيدرآبادي قدس الله سره الهادي من احقر محبيه الفقير احمد رضا القادري البريلوي غفرله به القوي

الا سقى الله قبراً صوب غاديه ... وجاد بالجود جوداً وهو همّار

قبراً ثوى بثواب الله فيه عمر ... مغمور نور الهدى للدين عمّار

عبد لغوث البرايا سيد سند ... بالغوث معترف بالغيث مدرار

باللطف معتصم بالرأف متسم ... بالعرف متسم بالعرف معطار

سرّاً سرّ له في السرّ اسرار ... بوّا برّ له في البرّ ابرار

ربيع لأهل الهدى حرب لأهل ردى ... بحر لسيل ندى حبر لأخبار

علم وحلم وسلم في تقى ونقى ... سيادة سودد فضل وإيثار

بقدرة الله تمت قادريته ... فزاده القدر والمقدار اقدار

وعاد حبة حب الحب في خلد ... كجنة الخلد انهار وانوار

حماه عن كل ضير من يقال له ... حامي الحقيقة نفّاع وضرّار

قال الرضا اسفاً في عام فرقته

محمد عمر الفاروق شطّار

١٣٣٠

سنه

وصلى الله تعالى على سيدنا ومولينا وغوثنا وماوينا وسرور القلب المحزون عالم ما كان وما يكون محمد وآله وصحبه وابنه واوليائه وحزبه وعلينا بهم وفيهم وبارك وسلم ابداً امين ١٦ شعبان المعظم سنه ١٣٣١

مهر مصطفى احمد رضا خان

تصدیق اس امر کی کیجاتی ہے کہ نقل مطابق اصل ہے

محمد انوار اللہ عفی عنہ

صدر الصدور دوم ناظم امور مذہبی سرکار عالی

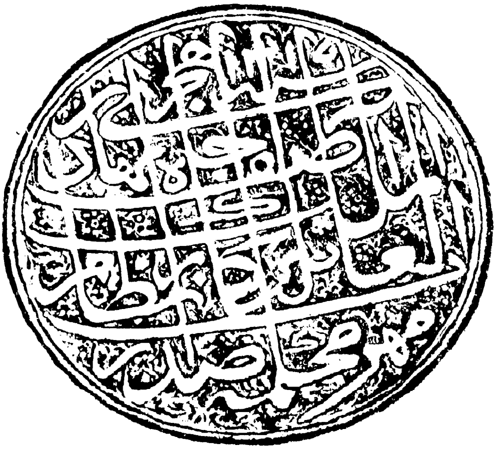

زیادہ وعلیک السلام و بہ ختم الکلام

ع ۔ ک ا
۲۹۷۴۶

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۲۳
۱
۵۸ ف

کتب خانہ جامعۂ عثمانیہ

۱- اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس ... ، مجلس انتظامی
عمال شعبہ جات و نصاب پانچ کتابیں ایک وقت میں اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۲- اساتذہ جامعۂ عثمانیہ و کلیہ جات متعلقہ و گزیٹیڈ عہدہ داران جامعہ
اور اراکین دارالترجمہ دس کتابیں ایک وقت میں اپنے پاس رکھ سکیں گے۔ اور انٹرمیڈیٹ

۳- طلبائے ایم اے، ایل ایل بی و تحقیقات علمیہ جامعۂ عثمانیہ
کے طلبہ تین کتابیں ایک ہفتہ کے لیے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔ ... تو طلب ... حساب
طلبہ پانچ کتابیں دو ہفتہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے مگر اس غرض

۴- مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ کی جائیں گی تو
ایک آنہ یومیہ فی کتاب جرمانہ ادا کرنا لازم ہے۔ ... داری

۵- بیش قیمت و نادر کتابیں کتب خانہ ہی میں ... دی جائیں گی۔

۶- کتابیں گم ہو جائیں یا خراب ہو جائیں تو ... قیمت
عائد ہوگی۔

۷- کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا ... نہیں
لگایا جائے۔

۸- قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں
جاری نہ کی جا سکیں گی۔ فقط